رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

ایل نمبر ۲۲۹۶

از دفاتر سے باہر پارسل دیا جائے (ص)

Shaikh Kapoora

سپرنٹنڈنٹ معاونین عام مطابع شاہی

نور

قادیان

اڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۵ | قادیان مورخہ ۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۳۰ء مطابق ۲۸ جمادی الاوّل سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر (۲۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مبارک باد اے فرزندِ مہدی

(۱) خدا کے فضل و کرم سے ۱۷ اکتوبر سنہ ۳۰ء شب جمعہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حرم اوّل بیں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جس کی خوشی میں ۱۸ اکتوبر کو عام تعطیل دارالامان میں کی گئی۔ اللہ تعالےٰ اپنی تمام نعمتوں کا اس کو وارث بنائے اور دین کا ہادی و رہنما ہو۔ اور قوم کے لئے پیشوا ہو۔ خدا کی رحمت کے نیچے پرورش پائے۔ ہر شر سے خدا اس کی حفاظت کرے۔ آمین ٭

ہم اس ولادت باسعادت پر بحضور ام المومنین رضی اللہ عنہا اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ صد مبارک عرض کرتے ہیں۔ حضور معہ اہل بیت و جمیع متعلقین بخیریت ہیں ٭

(۲) قاضی محمد علی صاحب نوشہروی کا مقدمہ الزام قتل عدالت سے سشن سپرد ہو گیا۔ عدالت سشن جج میں ۲۸ تا ۳۱ اکتوبر چار دن متواتر پیش ہوگا۔ احباب نہایت درد دل سے

نعت

(از میرزا سیف اللہ خاں فاروق)

محمد رسولِ خدا بن کے آئے
جہاں کیلئے پیشوا بن کے آئے

ضلالت سے لوگوں کو آکر چھڑایا
جہاں کے لئے رہنما بن کے آئے

جہالت نے دنیا کو گھیرا ہوا تھا
وہ آئے تو نورِ خدا بن کے آئے

خدا سے تعارف بشر کا کرایا
رسولِ خدا حق نما بن کے آئے

گھٹا سب جہاں پر تھی ظلمت کی چھائی
وہ آئے تو شمس الضحےٰ بن کے آئے

کیا چاک ظلمت کے پردے کو آکر
وہ دنیا میں حق کی ضیاء بنکے آئے

ہدایت کا رستہ بتایا انہوں نے
خضر سب کے۔ نورِ ھدیٰ بنکے آئے

جہاں میں ہے اعلان کا نبض جاری
خدا کے وہ دستِ عطا بن کے آئے

ہے مومن کا پشتِ پناہ نام احمد
وہ مختارِ فضلِ خدا بن کے آئے

نہ فاروق ہرگز غمِ ریش دل کر
ترے درد کی وہ دوا بن کے آئے

قابل فروخت مکان

میرے مکان فاروق منزل سے جانب جنوب مشرق ایک پختہ مکان قابل فروخت ہے۔ مکان کا رقبہ ایک کنال ہے اس میں ایک چھوٹا سا باغیچہ جس میں پھلدار درخت ہیں۔ اور نیچے دو مکان اوپر دو بالاخانہ۔ ایک ڈیوڑھی ایک بیٹھک اندر کنواں ہے۔ یہ مکان خداداد خاں صاحب رسائیدار مرحوم کا ہے۔ صاحب غرض دوست خریدنا چاہیں۔ تو دیکھ کر یا کسی اپنے معتبر سے دکھوا کر سودا کر لیں۔ مکان باموقعہ ہے۔ خط و کتابت بنام ایڈیٹر فاروق کریں۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ بھیجیں

عطاء اللہ خاں خلف اکبر رسائیدار خداداد خاں صاحب مرحوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبروں کا گلدستہ

وزیر تعلیم کا عہدہ

گورنمنٹ پنجاب نے نہایت دور اندیشی سے مسلمانوں کے جائز مطالبہ کو پورا کر کے مسلمانان پنجاب کو مطمئن کر دیا کہ لالہ منوہر لعل صاحب کو علیحدہ کر کے وزارت تعلیم کا قلمدان ملک فیروز خانصاحب نون کے حوالہ کیا جس پر ہم ملک صاحب کو اس دوبارہ اور مبارک انتخاب پر مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ ہندوؤں کی بے جا شورہ پشتی سے مرعوب نہ ہو کر مسلمانوں کے ضائع شدہ حقوق کی تلافی کرینگے۔ مگر یہ وہ خوب ذہن نشین کر لیں۔ کہ اگر وہ تمام صیغہ جات تعلیم میں پتہ پتہ پر ہندو کو بٹھا دیں۔ تب بھی ہندوؤں کی ذہنیت یہی رہے گی۔ کہ مسلمان وزیر تعلیم نے سب کچھ مسلمانوں کے حوالہ کر دیا۔ اور ہندوؤں کا کچھ رہنے ہی نہیں دیا۔ یہ قوم پراپیگنڈا کرنے میں بڑی ہوشیار ہے مسلمانوں کی تعلیم میں جس قدر پسماندگی لالہ منوہر لعل کے بدولت بڑی ہے۔ وہ آئندہ پچاس سال بھی اپنی تعداد کے لحاظ سے پوری ہونی مشکل ہے۔ مسلمان ۵۶ فیصدی پنجاب میں ہیں۔ مگر تعلیم میں وہ ۲۰۵ فیصدی والوں کے برابر بھی حقوق نہیں پا رہے۔ ہم ملک صاحب سے کسی ناجائز فائدہ کی امید نہیں رکھتے۔ نہ ان سے دوسروں کے حقوق تلف کر کے اپنے لئے کچھ مانگتے ہیں۔ ہم اپنی تعداد کے مطابق حقوق چاہتے ہیں۔ جو ہم سے چھینے گئے۔ اور ہمیں پچاس سال پیچھے ڈال دینے کا انتظام کر دیا۔ ملک صاحب کی جگہ ڈاکٹر گوکل چند صاحب نارنگ کو لوکل سلف گورنمنٹ کا وزیر بنا دیا ہے۔ مگر پھر بھی ہندو روتے ہیں۔ کہ وزیر تعلیم ان کو کیوں نہ بنایا۔

موجودہ تحریک اور معافیاں

پنجاب کانگرس کمیٹی نے ایک اعلان کے ذریعہ اس امر کی تفصیلات شائع کی ہیں۔ کہ پنجاب میں آج تک چھ ہزار گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں۔ اسی طرح دیگر صوبجات کی گرفتاریوں کا تذکرہ کیا جا چکا ہے۔ مگر موجودہ تحریک کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس میں معافی مانگ کر رہائی حاصل کرنے والوں کی تعداد بھی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ مگر تمام کانگرس کمیٹیاں اپنے کارکنوں کی اس شجاعت کے متعلق خاموش ہیں۔ اسلئے کہ انہیں اس خاموشی سے فائدہ ہے۔ پنجاب میں اب تک ایک ہزار کے قریب "مجاہدین وطن" معافی مانگ کر چین سے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ مدراس میں ایسے "زود پشیمانوں" کی تعداد ۱۲۰۰ سے بھی تجاوز کر چکی ہے صوبہ بنگال میں یہ تعداد دو ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ اسی طرح دیگر صوبجات میں یہ "خادمان قوم" بڑی سرعت کے ساتھ معافیاں مانگ رہے ہیں۔ ترک موالات کے زمانے میں کانگرس کے کارکن رضا کاروں کی تلاش میں ریلوے سٹیشنوں پر چکر نہیں لگایا کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ وہ رضا کار خود بخود حکومت کا مقابلہ کرتے تھے۔ معافیوں کے لئے بے قرار نہ تھے۔ لیکن آج کل تو یہ حالت ہے۔ کہ کانگرس کے کارکن کسی لاوارث اور ناواقف آدمی کو ملازمت اور روٹی کپڑے کے سبز باغ دکھا کر گھیر گھار لاتے ہیں۔ پھر ایک کھدر کا کرتہ پہنا کر اس رضا کار یا "دھاڑی دار" کو کانگرس کے لنگر سے کھانا کھلاتے ہیں۔ اور ہاتھ میں جھنڈا دیکر کسی دوکان پر پکٹنگ کے لئے متعین کر دیتے ہیں۔ کہ

"چڑھ جا بچہ سولی رام بھلا کریں گے"

ابھی یہ رضا کار ایک ہی دن کی ڈیوٹی بجا لاتا ہے کہ پولیس والے کم بخت اس کو پکڑ کر کسی مجسٹریٹ کے روبرو پیش کر دیتے ہیں۔ اور وہ انہیں چند مہینے کی سزا دے دیتا ہے۔ اس پر وہ غریب چیخ اٹھتا ہے۔ کہ حضور والا! میں نے کون جرم کیا ہے۔ جس کی پاداش میں جیلخانہ بھیجا جا رہا ہوں۔ میں تو فلاں مہاشے کے کہنے پر کانگرس کا ملازم ہوا تھا۔ مجھے کیا معلوم تھا۔ کہ اس ملازمت کی ایک شرط قید ہونا بھی ہے۔ مجسٹریٹ اس سے پوچھتا ہے کہ "بولو آئندہ تو کانگرس والوں کے پاس نہ جاؤ گے"۔ وہ جواب دیتا ہے۔ کہ حضور مجھے معافی دیں۔ میں ایسی ملازمت سے باز آیا۔ اگر آدمی کا بچہ ہوں۔ تو آئندہ کبھی کانگرسی کی صورت بھی نہ دیکھوں گا۔ اس کے بعد وہ رہا کر دیا جاتا ہے اور معافی مانگنے والے "دیش سیوکوں" کی تعداد میں ایک کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

بعض ایسے "دیش بھگت" بھی ہیں۔ جو سزا پا کر جیلخانوں کو پہنچ جاتے ہیں۔ لیکن وہاں پہنچ کر یہ سوچتے ہیں۔ کہ ہم کس مصیبت میں پھنس گئے۔ ہمارے لیڈر تو مزے میں "اے کلاس" کی موجیں اڑا رہے ہیں۔ اور ہمیں ابلی دال کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ باقی رہا سوراج اس کے ملنے کی صورت نہیں ہم خواہ مخواہ کیوں جیل میں پڑے رہیں۔ اور اگر سوراج ملیگا۔ تو ہمیں کسی نے گورنر تو نہیں بنا ہی نہیں دینا اب اگر کسی انگریز یا دیسی ڈپٹی کا حکم چلتا ہے۔ تو پھر موتی لال اور جواہر لال کا حکم چلے گا۔ اگر موجودہ قانون شکنی کی سزا انگریز کے قانون سے ہوتی ہے۔ تو پھر یہ قوانین و ضوابط منسوخ تو نہیں کر دیئے جائیں گے۔ یہ سوچکر وہ سپرنٹنڈنٹ جیل سے کہہ دیتے ہیں۔ کہ لائیے صاحب میں معافی مانگتا ہوں۔ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کروں گا۔ اس لئے وہ رہا کر دیا جاتا ہے۔ اور کانگرس کی "اعزازی فہرست" میں اس کا نام شجاعت کا تمغہ حاصل کرنے والوں میں درج کیا جاتا ہے۔ ایسی حالت میں نہ معلوم کانگرس دیدہ دانستہ طور پر کیوں گرفتار شدگان کی کثیر تعداد شائع کر کے اس قدر غلط فہمی پیدا کر رہی ہے۔ اب ان معافی حاصل کرنے والوں بہادروں کی تعداد سے پتہ لگ جائے گا۔ کہ لوگوں کو کانگرس سے کس قدر ہمدردی اور کہاں تک وہ کانگرس کے لئے بے غرض اور بے لوث قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہیں۔ (ناظر)

لاہور۔ ۱۵ر اکتوبر ۱۲ر ستمبر سے ۲۵ر ستمبر تک پنجاب میں سول نافرمانی کے سلسلہ میں ۵۲۵۸ گرفتاریاں ہوئیں۔ ضلع وار تعداد حسب ذیل ہے۔ لاہور ۱۱۸۴ امرتسر ۳۴۱۔ لدھیانہ ۳۲۵۔ فیروزپور ۲۸۹۔ جالندھر ۲۳۲۔ رہتک ۱۸۴۔ منٹگمری ۱۷۷۔ سیالکوٹ ۱۶۸۔ جہلم ۱۵۳۔ شملہ ۱۳۴۔ حصار ۱۲۶۔ ہوشیارپور ۱۲۵۔ ملتان ۱۲۳۔ انبالہ ۱۱۸۔ راولپنڈی ۱۱۶ —

(بقیہ خبریں صفحہ آخر پر دیکھیں)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۳۳ء

کلام الامام ابن المسیح موعود علیہ السلام

اتمام الحجۃ علی المخالفین

ایک روحانی نشان جس سے ثابت ہوگا کہ یہ عاجز صادق اور خدا تعالیٰ سے مؤید ہے یا نہیں۔ اور شیخ محمد حسین بٹالوی اس عاجز کو کاذب اور دجّال قرار دینے میں صادق ہے یا خود کاذب اور دجّال ہے

(بقیہ)

ے عاقل سمجھ سکتے ہیں۔ کہ منجملہ نشانوں کے حقائق اور معارف اور لطائف حکمیہ کے بھی نشان ہوتے ہیں۔ جو خاص ان کو دیئے جاتے ہیں۔ جو پاک نفس ہوں۔ اور جن پر فضل عظیم ہو۔ جیسا کہ آیت وما یمسہ الا المطہرون اور آیت ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ بلند آواز سے شہادت دے رہی ہے۔ سو یہی نشان میاں محمد حسین کے مقابل پر میرے صدق اور کذب کے جانچنے کے لئے کھلی کھلی نشانی ہوگی اور اس فیصلہ کے لئے احسن انتظام اس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ایک مختصر جلسہ ہو کر منصفان تجویز کردہ اس جلسہ کی چند سورتیں قرآن کریم کی جن کی عبارت اسّی آیت سے کم نہ ہو۔ تفسیر کے لئے منتخب کر کے پیش کریں۔ اور پھر بطور قرعہ اندازی کے ایک سورت ان میں سے نکال کر اسی کی تفسیر معیار امتحان ٹھہرا دی جائے۔

اور اس تفسیر کے لئے یہ امر لازمی ٹھہرایا جائے۔ کہ بلیغ فصیح زبان عربی اور مقفا عبارت میں قلم بند ہو۔ اور دس جزو سے کم نہ ہو۔ اور جس قدر اس میں حقائق اور معارف لکھے جائیں۔ وہ نقل عبارت کی طرح نہ ہو۔ بلکہ معارف جدیدہ اور لطائف غریبہ ہوں۔ جو کسی دوسری کتاب میں نہ پائے جائیں۔ اور بایں ہمہ اصل تعلیم قرآنی سے مخالف نہ ہوں۔ بلکہ اُن کی قوت اور شوکت ظاہر کرنے والے ہوں۔ اور کتاب کے آخر میں سو شعر لطیف بلیغ اور فصیح عربی میں نعت اور مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بطور قصیدہ درج ہوں۔ اور جس بحر میں وہ شعر ہونے چاہئیں۔ وہ بحر بھی بطور قرعہ اندازی کے اسی جلسہ میں تجویز کیا جائے اور فریقین کو اس کام کے لئے چالیس دن کی مہلت دی جائے۔ اور چالیس دن کے بعد جلسہ عام میں فریقین اپنی اپنی تفسیر اور اپنے اپنے اشعار جو عربی میں ہونگے سنا دیں پھر اگر یہ عاجز شیخ محمد حسین بٹالوی سے حقائق اور معارف کے بیان کرنے اور عبارت عربی فصیح و بلیغ اور اشعار آبدار مدحیہ کے لکھنے میں قاصر اور کم درجہ پر رہا۔ یا یہ کہ شیخ محمد حسین اس عاجز سے برابر رہا۔ تو اسی وقت یہ عاجز اپنی خطا کا اقرار کریگا۔ اور اپنی کتابیں جلا دیگا۔ اور شیخ محمد حسین کا حق ہوگا۔ کہ اس وقت اس عاجز کے گلے میں رسہ ڈالکر یہ کہے۔ کہ اے کذّاب۔ اے دجّال۔ اے مفتری آج تیری رسوائی ظاہر ہوئی۔ اب کہاں ہے وہ جس کو تو کہتا تھا۔ کہ میرا مددگار ہے۔ اب تیرا الہام کہاں ہے۔ اور تیرے خوارق کدھر چھپ گئے۔ لیکن اگر یہ عاجز غالب ہوا۔ تو پھر چاہیئے۔ کہ محمد حسین اسی مجلس میں کھڑے ہو کر ان الفاظ سے توبہ کرے۔ کہ میں آج میری روسیاہی ایسی کھل گئی کہ جیسا آفتاب کے نکلنے سے دن کھل جاتا ہے۔ اور اب ثابت ہوا۔ کہ یہ شخص حق پر ہے۔ اور میں ہی دجّال تھا۔ اور میں ہی کذّاب تھا۔ اور میں ہی کافر تھا۔ اور میں ہی بے دین تھا۔ اور اب میں توبہ کرتا ہوں۔ سب گواہ رہیں۔ بعد اس کے اسی مجلس میں اپنی کتابیں جلا دے۔ اور ادنیٰ خادموں کیطرح پیچھے ہو لے *

صاحبو! یہ طریق فیصلہ ہے۔ جو اس وقت میں نے ظاہر کیا ہے۔ میاں محمد حسین کو اس پر سخت اصرار ہے کہ یہ عاجز عربی علوم سے بالکل بے بہرہ اور کودن اور نادان اور جاہل ہے * اور علم قرآن سے بالکل بیخبر ہے اور خدا تعالیٰ سے مدد پانے کے تو لائق ہی نہیں۔ کیونکہ کذّاب اور دجّال ہے۔ اور ساتھ اس کے ان کو اپنے کمال علم اور فضل کا بھی دعویٰ ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک حضرت مخدوم مولوی حکیم نور الدین صاحب جو اس عاجز کی نظر میں علامہ عصر اور جامع علوم ہیں۔ صرف ایک حکیم اور اخویم مکرم مولوی سید محمد احسن صاحب ہوگویا علم حدیث کے ایک پتلے ہیں۔ صرف ایک منشی ہیں پھر باوجود ان کے اس دعویٰ کے اور میرے اس ناقص حال کے جس کو وہ بار بار شائع کر چکے ہیں۔ اس طریق فیصلہ میں کونسا اشتباہ باقی ہے۔ اور اگر وہ اس مقابلہ کے لائق نہیں۔ اور اپنی نسبت بھی جھوٹ بولا ہے۔ اور میری نسبت بھی۔ اور میرے معظم اور مکرم دوستوں کی نسبت بھی۔ تو پھر ایسا شخص کس قدر سزا کے لائق ہے۔ کہ کذّاب اور دجّال تو آپ ہو اور دوسروں کو خواہ مخواہ دروغگو کر کے شہرت کرے۔ اور یہ بات بھی یاد رہے۔ کہ یہ عاجز درحقیقت نہایت ضعیف اور ہیچ ہے

* اگر کسی کے دل میں خدشہ گذرے۔ کہ ایسے جدیدہ حقائق و معارف جو پہلی تفاسیر میں نہ ہوں۔ وہ کیونکر تسلیم کئے جا سکتے ہیں۔ اور وہ انہیں پہلی ہی تفاسیر میں محدود کرے۔ تو اسے مناسب ہے۔ کہ عبارت ذیل کو ملاحظہ کرے۔ ثم روایت کل ایت کل حدیث بجمیع ما یفید من اسرار مالم کتب شروح سر واحد منہا فی مجلدات لما احاطتہ وروایت ہذہ الاسرار الحقیقۃ منتہی المدعی فی اشارات القرآن والسنۃ فقضیت العجب کل العجب۔

(فیوض الحرمین صفحہ ۴۲)

* شیخ بٹالوی کو اختیار ہوگا۔ کہ میاں شیخ انکل اور دوسرے تمام منکر ملاؤں کو ساتھ ملا لے۔ منہ:

* دیکھو ان کا فتویٰ نمبر ۴ جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۵:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گویا کچھ بھی نہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ نے چاہا ہے۔ کہ تکبّر کا سر توڑے۔ اور اس کو دکھا دے۔ کہ آسمانی مدد اس کا نام ہے۔ چند ماہ کا عرصہ ہُوا ہے۔ جس کی تاریخ مجھے یاد نہیں۔ کہ ایک مضمون میں نے میاں محمد حسین کا دیکھا۔ جس میں میری نسبت لکھا ہُوا تھا۔ کہ یہ شخص کذاب اور دجّال اور بے ایمان اور بااین ہمہ سخت نادان اور جاہل اور علوم دینیہ سے بے خبر ہے۔ تب میں جناب الٰہی میں رویا کہ میری مدد کر۔ تو اس دعا کے بعد الہام ہُوا۔ کہ ادعونی استجب لکم یعنی دعا کرو کہ میں قبول کروں گا۔ مگر میں بالطبع نافر تھا۔ کہ کسی کے عذاب کے لئے دعا کروں۔ آج جو ۲۹ر شعبان ۱۳۱۰ھ ہے۔ اس مضمون کے لکھنے کے وقت خدا تعالےٰ نے دعا کے لئے دل کھول دیا۔ سو میں نے اس وقت اسی طرح سے رقت دل سے اس مقابلہ میں فتح پانے کے لئے دعا کی۔ اور میرا دل کھل گیا۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ قبول ہو گئی۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ الہام جو مجھ کو میاں بٹالوی کی نسبت ہُوا تھا۔ کہ انی مھین من اراد اھانتک وہ اسی موقعہ کے لئے ہُوا تھا۔ میں نے اس مقابلہ کے لئے چالیس دن کا عرصہ ٹھہرا کر دعا کی ہے۔ اور وہی عرصہ میری زبان پر جاری ہُوا۔ اب صاحبو! اگر میں اس نشان میں جھوٹا نکلا۔ یا میدان سے بھاگ گیا۔ یا کچے بہانوں سے ٹال دیا۔ تو تم سارے گواہ رہو۔ کہ بے شک میں کذّاب اور دجّال ہُوا۔ تب میں ہر ایک سزا کے لائق ٹھیروں گا۔ کیونکہ اس موقعہ پر ہر ایک پہلو سے میرا کذب ثابت ہو جائے گا۔ اور دعا کا نامنظور ہونا کھل کر میرے الہام کا باطل ہونا بھی ہر یک پر ہویدا ہو جائیگا لیکن اگر میاں بٹالوی مغلوب ہو گئے۔ تو اُن کی ذلّت اور روسیاہی اور جہالت اور نادانی روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائیگی۔ اب اگر وہ اس کھلے کھلے فیصلہ کو منظور نہ کریں۔ اور بھاگ جائیں۔ اور خطا کا اقرار بھی نہ کریں۔ تو یقیناً سمجھو ان کے لئے خدا تعالےٰ کی عدالت سے مندرجہ ذیل انعام ہے:۔

(۱) لعنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۲) لعنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۳) لعنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۴) لعنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۵) لعنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۶) لعنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۷) لعنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۸) لعنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۹) لعنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۱۰) لعنہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تلک عشرۃ کاملہ

(مطبوعہ ریاض ہند قادیان) المشتہر

میرزا غلام احمد قادیانی ۳۰ر مارچ ۱۸۹۳ء

نوٹ:۔ اگر میاں بٹالوی اس نشان کو منظور نہ کریں۔ اور کسی اور قسم کا نشان چاہیں۔ تو پھر اس کے بارے میں دعا کی جائے گی۔ مگر پہلے اشتہار کے ذریعہ سے شائع کر دیں۔ کہ میں اس مقابلہ سے عاجز اور قاصر ہوں۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۰۲)

دو نایاب کتابیں

النقول المیسوّی فی رجال شرح الصدور اردو

یہ کتاب نواب صدیق حسن خاں بھوپالی آنجہانی نے طبع کرا کر شائع کی ہے۔ اس میں ۵۵۷ راویاں احادیث صحاح ستہ مختصر حال بڑی بڑی کتابوں سے لیکر جمع کر دیئے ہیں۔ اور ساتھ ہی آئمہ اثنا عشر کے حالات بھی لکھے ہیں۔ نایاب کتاب ہے۔

المرموض المھطور فی تراجم علماء شرح الصدور

اس میں ۵۰ علماء حدیث و اکابرین و مشاہیر اسلام کے حالات جمع کئے گئے ہیں۔ بزبان اردو یہ دونوں کتابیں ایک جلد میں ہیں۔ اور اعلیٰ لکھائی چھپائی اور بڑی تقطیع پر طبع ہوئی ہیں۔ صرف ایک جلد برائے فروخت ہے۔ کوئی علم دوست شائق اپنی لائبریری کے لئے منگالیں قیمت صرف پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک۔

پتہ:۔ مینجر فاروق قادیان

احمدی مشن

میں احمدی کیوں ہُوا

(۱۷)

مجھے اپنے گاؤں موضع دولت نگر میں اپنے بزرگ بھائی کے ذریعہ سال ۱۹۱۵ء میں جبکہ میری عمر پندرہ برس کی تھی احمدیت کی طرف متوجہ ہونے کی تحریک کی گئی۔ چونکہ گاؤں کے سب لوگ غیر احمدی تھے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف تھے۔ اس لئے مجھے بھی احمدیت سے طبعاً نفرت ہُوئی۔ اوّل اوّل اگر مجھے کوئی کتاب یا ٹریکٹ مطالعہ کے لئے دیا جاتا۔ تو میں اُس کے ٹائیٹل پر دیکھ لیتا۔ کہ کہیں اس پر لفظ مرزا یا احمد تو نہیں لکھا۔ اور اگر کہیں لفظ مرزا یا احمد نظر آجاتا۔ تو میں اس کتاب کو نفرت سے بغیر مطالعہ ہی چھوڑ دیتا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ہمارے گاؤں میں حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ یہ سُن کر زیارت کرنے کا اشتیاق ہُوا۔ چنانچہ اسی مقصد کے لئے اپنے گاؤں کے شمال مغربی کونہ میں پہنچ کر دیکھا۔ کہ ایک سفید رنگ کا خیمہ جس کا دروازہ قبلہ کی طرف ہے۔ نصب کیا ہُوا ہے۔ عین میرے وہاں پہنچنے پر حضرت صاحب خیمہ سے باہر تشریف لے آئے۔ اور میں نے زیارت کر لی۔ بس اس کے بعد احمدیت سے میری نفرت قدرتاً آہستہ آہستہ کافور ہو گئی۔ اور جب کبھی میرے بھائی صاحب گھر آتے (کیونکہ وہ لالہ موسیٰ میں ملازم تھے) اور مجھے تبلیغ کرتے تو ان کی باتیں میں توجہ سے سنتا۔ اس امر کی اطلاع میرے والد صاحب کو بھی ہو گئی۔ جو پہلے ہی سے میرے بھائی کے (احمدیت کی وجہ سے) مخالف تھے۔ مجھے سمجھانے اور دھمکانے لگے۔ لیکن ان کے سمجھانے کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہُوا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب انہوں نے دیکھا۔ کہ میرا رجحان احمدیت کی طرف ہے۔ تو انہیں سخت فکر دامنگیر ہُوا۔ انہوں نے چند ایک ٹریکٹ جو میرے زیر مطالعہ تھے کنوئیں میں پھینکوا دیئے۔ لیکن اس کا نتیجہ بھی خاطر خواہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ دیکھکر اُن کے طیش کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ آخر ایک دن قریباً دس بجے قبل دوپہر مجھے مخاطب کرکے فرمانے لگے۔ کہ اب تمہارے لئے دو ہی راستے ہیں۔ (۱) یا تو اپنے آبائی طریقہ پر قائم رہ کر ہماری ٹھنڈک کا موجب بنو یا (۲) احمدی ہوکر ہم سے تمام تعلقات ہمیشہ کے لئے قطع کرلو۔ اور اگر تم نے موخر الذکر راستہ ہی اختیار کرنا ہے۔ تو آج تین بجے بعد دوپہر سے جو میرے گھر واپس آنے کا وقت ہے۔ پہلے پہلے گھر چھوڑ دو۔ اور جہاں چاہو چلے جاؤ۔ والد صاحب تو یہ الٹی میٹم دیکر کام پر چلے گئے۔ لیکن مجھ پر فکر اور مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اگر ایک طرف گھر سے ہمیشہ کے لئے اخراج والدین کی جدائی روزی کا فکر اور اور اوائل میں پردیس نکلنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ تو دوسری طرف سچائی اور حقیقت (احمدیت) سے علیحدہ رہنے کے لئے ہمیشہ کے لئے عہد کرلینا بھی گوارا نہ تھا۔ آخر کار صداقت کا غلبہ ہوا۔ اور میں والد صاحب کے مقرر کردہ وقت سے پہلے پہلے آنسو بہاتا اور اپنی والدہ صاحبہ کو روتے ہوئے چھوڑ کر گھر سے محض اس بھروسا پر نکلا۔ کہ وہ جہانوں کا پالنے والا میرا بھی ضرور کفیل ہوگا۔ گھر سے نکل کر گجرات کی طرف منہ کیا۔ جب گجرات پہنچا۔ تو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے اپنا بھائی ملا دیا۔ جنہوں نے مجھے ہر طرح سے تسلی دی۔ اور اپنے ہمراہ مجھے لالہ موسیٰ میں لے گئے۔ جہاں پہنچکر میں بذریعہ خط بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوگیا۔ اس کے بعد بشکل تین ماہ گذرے ہونگے۔ کہ خدا کے فضل سے والد صاحب خود بخود راضی ہوگئے۔ اور مجھے گھر لے گئے۔ الحمد للہ کہ اُس نے دین و دنیا کی نعمت سے مالا مال کردیا۔ اب سال ۱۹۲۹ء کے حلبہ سالانہ پر ۱/۱۰ حصہ آمد جائداد کی وصیت بھی کر دی ہے۔ والدین تاحال غیر احمدی ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ سے درخواست ہے۔ کہ عاجز کے والدین کے حق میں دعا فرمادیں۔ کہ مولا کریم انہیں امام وقت کی پہچان کی توفیق بخشے۔ آمین ٭ ۹ راکتوبر ۱۹۳۰ء

(خاکسار محمد ابراہیم پوسٹ بین لالہ موسیٰ ضلع گجرات)

فاروق:۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ بھی اپنے اپنے حالات بیعت لکھکر ارسال کریں ٭

خالصہ مشن

سکھ لٹریچر پر سرسری نظر

(۲)

بھائی بالا کی جنم ساکھی "شری گورو نانک صاحب کی وفات کے بعد سری گورو انگد صاحب نے جو گورو نانک صاحب کے جانشین تھے۔ بھائی بالا سے جو گورو نانک صاحب کے ساتھ دُور دراز ملکوں کا سفر کرتے رہے۔ سنکر لکھی۔ بھائی بالا نے گورو انگد صاحب کو تمام سچے سچے واقعات لکھوائے۔ جن سے گورو نانک صاحب کا مسلمان ہونا واضح طور پر ثابت تھا۔ اور وہ جنم ساکھی پانچویں پادشاہی سری گورو ارجن صاحب تک محفوظ چلی آئی۔ بعد میں وہ جنم ساکھی گورو صاحب کے ایک پیارے سکھ جن کا نام بابا ہنڈال ضلع امرتسر قصبہ جنڈیالہ کا رہنے والا تھا۔ کی اولاد کے قبضہ میں آئی۔ اور اس وقت بابا بھگت ہنڈال کے مریدوں کا بہت زور تھا۔ انہوں نے سوچا۔ کہ اگر یہ جنم ساکھی اسی طرح یعنی موجودہ حالت میں رہی۔ تو کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ اس کا اثر آئندہ ہماری نسلوں پر پڑے۔ اسلئے انہوں نے کبیر پنتھیوں سے مشورہ کیا۔ کہ اس کا کیا علاج کرنا چاہیئے۔ آخر فیصلہ یہ ہوا۔ کہ اس جنم ساکھی کو تلف کردیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جیسا کہ بھائی سنتوکھ سنگھ نے نانک پرکاش میں لکھا ہے۔ دیکھو پور بارھدا دھیائے ۱۳۷۔

چوپئی

بھئو راہِ ہنڈالے جائیا
جن پستک بہریت بنایا
جس راکاسس گرس کینا
(۴) مودکھ مت کل من لینا

دوہرا

پورب پوتھی جو لکھی سری نانک اتہاس
(۱۳) لکھوائی انگد گورو بالے بدن پرکاش

چوپئی

جب بیکنٹھ انگد گور گئے
امر داس گور ہوت بھئے
(۱۴) بھو سکھن کو کین اُدھارا
دیب مارگ بھو نر وارا
امر داس گور نے پہچانا
رام داس بھے بھو بکھیانا
(۱۵) تن ہدور سکھ بھئو ہنڈالا
تاں پھر سری گورو بہت کرپالا

دوہرا

(۲۱) تہہ کی سنتت کے دکھے اک ساکت بھا نیچ
سری نانک اتہاس جو آوا تھ کر نیچ

چوپئی

گورو انگد جی جو لکھوائی
وہ نہہ لکھی رہی اک تھائی
(۲۲) اک کبیر بنی ہل تاہی
سو پوتھی پُدگن من ماہی
کرکو کرم اکن سودھ بنائی
آپن وڈن کی کیرت پائی
(۲۳) بچن انچت لکھے سمدائے
جن کے پڈن سنت اگ پائے
(۲۷) پورب پوتھی ہوتی جو سوئی
دئی بیاس بیج ڈبوئی
(۲۸) اپنے چھیدے دئے بھائی
جو سری گورو انگد لکھوائی

چوپئی

جو ساکت کی کہی کو ساکھی
کھیر نیر سو جانو ماکھی
(۳۴) کاڈے ماکھی دیکھے جو اُو
پیوئے پائے مسٹ سکھ سئو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مطلب بھائی جی کہتے ہیں۔ جو گورو انگد داس صاحب نے اپنے گورو یعنی گورو نانک صاحب کی جنم ساکھی لکھوائی تھی۔ اُس جنم ساکھی کی کوئی نقل نہیں ہوئی تھی۔ وہ اصل کتاب ہنڈال بھگت کی اولاد نے پھاڑ کر دریا میں بہادی تھی۔ اور ایک غلط جنم ساکھی بنائی۔ اور اُس کو بھائی بالا کی طرف منسوب کر دیا۔

جنم ساکھی کی تبدیلی پر ایک اور شہادت

بھائی سنگھ جی جو سری گورو بند سنگھ صاحب کے خاص حضوری سکھ تھے ان کے وقت میں سکھوں نے جنم ساکھی کے تبدیل ہو جانے پر شور ڈالا۔ دیکھو جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صـ۲ "اک سمیں بھائی منی سنگھ نبیں سکھاں نے پرشن کیتا۔ کہ گوشٹ جنم ساکھی پہلی پادشاہی اور اسدے وچ دوسرے لوگوں نے جھوٹیاں ساکھیاں ملائیاں ہیں۔ جس نوں پڑھ کے سکھاں دا صدق نہیں رہندا تاں بھائی منی سنگھ جی نے جواب دیا۔ کہ یہ شکایت پانچویں پاتشاہی کے وقت بھی لوگوں نے کی۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ جنم ساکھی نوں لوگ تبدیل کر دیں"

مطلب بھائی منی سنگھ سے سکھوں نے پوچھا۔ کہ جنم ساکھی بالا لوگوں نے تبدیل کر دی ہے۔ جس کو پڑھ کر ہمارا صدق یقین نہیں رہتا۔ تو منی سنگھ نے جواب دیا۔ کہ یہ شکایت گورو ارجن صاحب کے وقت میں بھی ہو چکی ہے۔ کہ جنم ساکھی کے بدل جانے کا اندیشہ ہے

پیارے ناظرین! جنم ساکھی بھائی بالا کے بدل جانے کی شکایت منی سنگھ کے وقت میں بھی تھی۔ اور گورو ارجن صاحب کے وقت میں بھی بدلنے کا اندیشہ تھا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ جو باتیں اسلام کے خلاف جنم ساکھی میں ہیں۔ وہ بعد میں لکھکر حضرت باوا نانک صاحب کے مسلمان ہونے پر پردہ ڈالنے کے لئے داخل کی گئی ہیں۔ اور غلط واقعات لکھ کر اپنی کم علمی اور مذہبی تعصب کا ثبوت دیا۔

اختلافات مثال کے طور پر دیکھو موجودہ جنم ساکھی بالا صـ۴ مطبوعہ منشی گلاب سنگھ میں بابے نانک کی پیدائش ۱۵۲۶ء بکرمی کتاک پورنماشی لکھی ہے۔ اور پورا تن جنم ساکھی جس کو سکھوں نے ولایت کی لائبریری سے لاکر شائع کیا ہے صـ۱ میں بابے نانک صاحب کی پیدائش بیساکھ میں لکھی ہے۔ اور بھائی منی سنگھ جی نے بھی بساکھ میں ہی لکھی ہے۔ اور میرے پاس ایک دستی لکھی ہوئی جنم ساکھی تقریباً سوا سو سال کی ہے۔ اُس میں باوا صاحب کی پیدائش ۱۵۵۲ء بکرمی میں لکھی ہے۔ جنم ساکھی کے مصنف ایک موٹی بات کو یعنی حضرت باوا صاحب کی تاریخ پیدائش ہی کو محفوظ نہیں رکھ سکے۔ کوئی کتک پورنماشی ۱۵۲۶ء بکرمی بتاتا ہے۔ کوئی ۱۵۵۲ء بکرمی بتاتا ہے۔ کوئی بیساکھ بتاتا ہے۔ کیا کوئی سکھ گیانی ایڈیٹر بتا سکتا ہے۔ کہ ان میں سے کس کو غلط اور کس کو صحیح تسلیم کیا جائے۔

(۲) جنم ساکھی بالا صـ۶۳ مطبوعہ منشی گلاب سنگھ میں لکھا ہے۔ کہ جب گورو نانک صاحب سے نواب نے مودی خانے کا حساب لیا۔ تو ۷۰۰ روپے گورو جی کے نواب دولت خاں کی طرف نکلے۔ اور جنم ساکھی بالا صـ۵۱ دستی سوا سو سال کی لکھی ہوئی میں لکھا ہے۔ کہ جب مودی خانہ کا حساب ہوا۔ تو ۱۳۰۰ روپے گورو جی کے نواب کی طرف نکلے۔ اور ولایت والی جنم ساکھی صـ۳۲ میں لکھا ہے۔ کہ جب مودی خانہ کا حساب ہوا۔ تو نواب کی کوٹھڑیاں دولت سے بھر گئیں۔ کیا کوئی سکھ بتا سکتا ہے۔ کہ اس اختلاف کا فیصلہ کس طرح کیا جاوے۔

(۳) جنم ساکھی بالا صـ۵۶۶ میں لکھا ہے۔ کہ گورو نانک صاحب خرمہ شہر سے ملتان گئے۔ اور مردانہ کی لاش کو خرمہ شہر میں جلایا۔ جنم ساکھی منی سنگھ صـ۵۷۳ میں لکھا ہے۔ کہ مردانہ کی لاش کو دریائے راوی میں بہا دیا۔ کیا کوئی سکھ بتا سکتا ہے۔ کہ ان دونوں میں کون سچا اور کون جھوٹا۔

(۴) جنم ساکھی بھائی بالا صـ۵۶۶ میں لکھا ہے۔ کہ گورو نانک جی خرمہ شہر سے ملتان گئے۔ اس وقت مردانہ پیچھے تھا۔ جنم ساکھی منی سنگھ صـ۵۰۲ میں لکھا ہے۔ کہ گورو جی اپنے بالے سے ملتان گئے اور مردانہ ان کے ساتھ تھا۔ اور بھائی منی سنگھ کی تائید بھائی گرداس جی نے بھی کی ہے۔ (دیکھو وار پہلی) اور تاریخ گورو خالصہ مصنفہ گیانی گیان سنگھ صـ۲۶ میں لکھا ہے۔ کہ گورو جی اُچ سے ملتان گئے۔ اس وقت مردانہ زندہ تھا۔ کیا کوئی گیانی بتا سکتا ہے۔ کہ گورو صاحب خرمہ شہر سے ملتان گئے۔ یا بٹالہ سے ملتان گئے۔ یا اُچ سے ملتان گئے۔ اس اختلاف کا فیصلہ کس طرح کیا جائے۔

(۵) جنم ساکھی بالا صـ۲۴۱ میں لکھا ہے۔ کہ باوا صاحب کی سدھ گوشٹ اُداسیوں سلکا پربت وکونا دیبا پربت وسمیر پربت پر ہوئی۔ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صـ۵۰۷ میں لکھا ہے۔ کہ سدھ گوشٹ اچل بٹالہ میں ہوئی۔ اور بھائی گرداس جی کا حوالہ پیش کیا ہے۔ کیا کوئی سکھ بتا سکتا ہے۔ کہ ان دونوں میں کون جھوٹا اور کون سچا ہے۔

(۶) جنم ساکھی بالا صـ۵۶۷ میں لکھا ہے۔ کہ گورو جی ملتان سے نوشہرہ آئے۔ جنم ساکھی منی سنگھ صـ۵۱۰ میں لکھا ہے کہ باوا صاحب ملتان سے پاک پٹن آئے۔ اور واراں بھائی گرداس میں لکھا ہے۔ (وار پہلی) گورو جی ملتان سے کرتارپور آئے۔ اور گیان سنگھ تواریخ گورو خالصہ صـ۲۹۳ میں لکھتا ہے۔ کہ گورو جی ملتان سے سلطان پور آئے کیا کوئی گیانی بتا سکتا ہے۔ کہ گورو صاحب ملتان سے نوشہرہ آئے یا پاک پٹن آئے۔ یا کرتارپور آئے۔ یا سلطان پور آئے۔

(۷) جنم ساکھی بالا صـ۲۴۱ مردانہ کے پوچھنے پر گورو جی نے جواب دیا۔ مردانیاں جتنا زمین سے سورج اونچا ہے۔ اتنا ہی سورج سے اونچا چاند ہے۔ کیا کوئی سکھ ثابت کر سکتا ہے۔ اور اس سے جنم ساکھی کے مصنف کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔ (باقی آئندہ)

(از داعد حسین مبلغ گیانی شیر سنگھ)

یاد دہانی کیا آپ نے اپنے فاروق کے لئے کوئی خریدار نہیں دیا؟ کیا آپ کے خیال میں فاروق کی اشاعت میں ترقی کرنا ضروری نہیں ہے۔ ضرور ہے۔ لہ آپ اس طرف توجہ کرینگے۔ اور خریدار دینگے۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانندی مشن

کیا دیانندی شرماتیار ہے

(※)

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر مے خواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

اخبار آریہ گزٹ لاہور ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۰ء صفحہ ۲ کالم ۳ بعنوان چیلنج منظور ہے فرماتا ہے :-

"پنڈت رلیا رام جی نے گھبراہٹ اور پریشانی میں آریہ گزٹ کو چیلنج بھی دیدیا ہے۔ کہ ہم ثابت کرینگے کہ موجودہ آریہ سماج مرا ہوا ہے۔ اور دیانند کے سدھانت (اصول) ویدوں کے خلاف ہیں۔ ہم بڑی خوشی سے اس چیلنج کو سویکار (قبول) کرتے ہیں۔ پنڈت جی میدان میں آئیں اور اگلے ہفتہ سے ہی یہ سلسلہ اپنے اخبار میں شروع کردیں۔ ہم رشی دیانند کے سدھانت ہر وقت ویداکت (یعنی ویدوں کے مطابق) ثابت کرنے کو تیار ہیں"

مہاشہ جی! مجھے آپ کی یہ مذکورہ بالا عبارت پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ اور خصوصاً آپ کا یہ فقرہ کہ ہم رشی دیانند کے سدھانت ہر وقت ویداکت ثابت کرنے کو تیار ہیں۔ کو پڑھکر بڑا انند پراپت ہوا۔ میں آپ کی اس بہادرانہ اور دلیری کے لئے داد دیتا ہوں۔ اور آپ کی پیشکش کو تہ دل سے قبول کرتا ہوا عرض کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ آپ ضرور بالضرور میری عرضداشت پر غور کرکے اپنے مذکورہ بالا قول کو پورا کرینگے ؛ دیدہ باید ؛

عرض ہے۔ جہاں تک میں نے پراچین اور ورتمان بھارت ورش کے لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ پنڈت دیانند جی مہاراج ویدوں کے کٹر مخالف تھے۔ اور متعصب دشمن تھے۔ وہ یہ چاہتے تھے۔ کہ ویدک تعلیم جو ہندوؤں کو گھن کی طرح کھا رہی ہے کا ناش کرکے ہندوؤں کے اندر جاگیرتی پیدا کی جائے۔ اور ان کو تباہی کے منہ سے نکالا جائے۔ آپ نے بڑی کوشش کی۔ کہ ویدوں کی اصل اور حقیقی تعلیم پر پردہ ڈال کر نئی تعلیم رائج کی جائے۔ اور ہندوؤں کو مسلمان ہونے سے روک دیا جائے۔ اس میں ان کو جو کامیابی یا ناکامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس کو تمام دنیا جانتی ہے۔ مجھے زیادہ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے میں آج اس سلسلہ کو شروع کرتا ہوں۔ اور یہ ثابت کرتا ہوں۔ کہ پنڈت دیانند جی مہاراج نہ صرف ویدوں کے خلاف کام کرتا تھا۔ بلکہ ویدوں کا اشد ترین دشمن تھا۔ ملاحظہ ہو :-

"دو جوں (آریوں) میں عورت اور مرد کا ایک ہی بار بیاہ ہونا وید آدی شاستروں میں لکھا ہے۔ دوسری بار نہیں" (ستیارتھ پرکاش باب ۴ صفحہ ۱۹۳)

اس کی تردید عرض کی جاتی ہے۔ غور سے پڑھیں :-

"پنڈت منسا رام جی ایڈیٹر آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب نے ویدوں۔ سمرتیوں اور اتہاس میں سے استری کو دوسرے پتی کے ادھیکار کے متعلق بہت سے پرمان دیئے ہیں" (اخبار آریہ ویر لاہور ۴ اکتوبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۲ کالم ۱)

لیجئے مہاشہ جی میں نے آپ کے مہرشی کا وید ورودھ ہونا آریہ سماج کی مایہ ناز پرتی ندھی سبھا کے باعث فخر ایڈیٹر پنڈت منسا رام جی کے لیکچر دوارا آپکے پرانے اخبار سے ثابت کر دکھایا ہے۔ فرمایئے کہ پنڈت دیانند جی مہاراج مانئے آریہ سماج سچے یا وید۔ خوب غور کرکے جواب دینا +

مہاشہ جی! میں امید واثق رکھتا ہوں۔ کہ آپ میرے مطالبہ کو ضرور بالضرور پورا کرنے کے لئے مضامین کا سلسلہ جلد ہی شروع کر دینگے۔ پھر انشاء اللہ تعالےٰ دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ پنڈت دیانند جی ویدوں کے کتنے حامی تھے مہاشہ جی آپ سے مکرر عرض کرتا ہوں۔ کہ یہ شریف اور مہذب انسانوں کا شیوہ نہیں ہے۔ کہ للکار کر میدان میں آکر پھر چپ سادھ لینا یا کھسک جانا اچھا نہیں ہے۔

مہاشہ جی مجھے ڈر ہے۔ کہ آپ اپنے مہرشی کی طرح پھر ادھر ادھر کی باتیں بنانے لگ جائیں۔ جیسا کہ پنڈت دیانند جی نے شروع شروع میں یہ کہا تھا۔ کہ رویں بے انت ہیں۔ ان کا علم پرمیشور کو بھی نہیں۔ پھر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعتراض کیا تو لگے اِدھر اُدھر منہ جھانکنے اور پھر اس سے توبہ توبہ کرنے لگے ؛ (آپ کا دیرینہ سیوک

(نوٹ از ایڈیٹر شہادت القرآن)

ہمارا نبی،

(※)

ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالےٰ کی یہ سنت ہے کہ جب بھی اُس کی مخلوق اپنے خالق حقیقی سے انحراف کی راہ اختیار کر لیتی ہے۔ اور جب بھی ایمان کی روشنی کی جگہ کفر و الحاد کی تاریکی و ظلمت لے لیتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل و رحم کے ساتھ اور اس کمال محبت اور شفقت کی وجہ سے جو وہ اپنی مخلوق سے رکھتا ہے۔ اپنی طرف سے ایک شخص دنیا کا ہادی بنا کر بھیج دیتا ہے۔ جو اس بات کے لئے مامور ہوتا ہے۔ کہ گمگشتگان راہِ ہدایت کے لئے چراغِ راہ بنکر ان کو صراط مستقیم پر گامزن کرے۔ اور خالق و مخلوق میں جو رشتہ ٹوٹ چکا ہے۔ اس کو از سرِ نو قائم کرکے باہمی تعلقات کو مستحکم و استوار بنا دے۔ یہ ہے عرفان الٰہی اور محبت باللہ کا وہ عالی مقام جس پر خدا کے برگزیدہ نبی اور رسول دنیا کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہی ہر ایک نبی کا مشن حقیقی ہے۔ چنانچہ تواریخ عالم اس امر کی شہادت دیتی ہے۔ کہ جب زمین عرب گناہ و بدکاری کی ظلمت سے تیرہ و تار ہو گئی۔ اور خدا کی محبت بکلی طور پر سرد ہو گئی۔ اور دنیا و مافیہا میں انہماک بدرجہ کمال ہو گیا۔ اخلاقی پستی انتہائی درجہ پر پہنچ گئی۔ اور خشیت الی اللہ و شفقت علی خلق اللہ کا نام تک باقی نہ رہا۔ اُس وقت اور عین اس وقت اللہ تعالےٰ کی رحمت بے پایاں نے تقاضا کیا۔ کہ اُس کی مخلوق قعرِ ذلت سے نجات پاکر بام رفعت پر آجاوے چنانچہ اس کی عظیم الشان رحمت حضرت بانیٔ اسلام صلعم کے وجود باجود میں دنیا پر ظاہر ہوئی۔ گویا آسمان سے ایک نور نازل ہوا۔ کہ جس نے تاریکی کی گھنگور گھٹائیں پاش پاش کر دیں۔ اور گمراہی کی ظلمت کو اپنے نورانی چہرہ سے ہدایت کی روشنی میں بدل دیا۔ وہ آسمانِ روحانیت کا ایک درخشندہ ستارہ تھا۔ کہ جس سے گمراہوں کو ہدایت ہوئی۔ اور جو بحر ہلاکت کے گڑھے میں غرق ہو رہے تھے۔ نہ صرف کنارِ سلامتی پر پہنچ گئے۔ بلکہ شاہراہِ ترقی پر گامزن ہو گئے ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ رحمت اللعالمین کہ جس کو اللہ کریم نے اپنی اپنی مخلوق کے لئے ابر رحمت بنا کر بھیجا۔ جس کے آنے سے زمین عرب پر ایک عظیم الشان انقلاب آیا۔ یعنی وحشی سے انسان اور انسان سے باخدا انسان پیدا ہو گئے۔ وہ جو ذرا ذرا سی بات پر سالہا سال جنگ و جدل میں مصروف رہتے تھے۔ آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ وہ جو اپنی بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی زمین میں گاڑ دیتے تھے۔ اور ہمچو قسم دیگر ظالمانہ افعال کے عادی ہو چکے تھے۔ اُس کی ایک آنکھ نے ان میں ایک ایسی غیر معمولی تبدیلی پیدا کر دی۔ کہ گویا وہ ایک اور قسم کے انسان بن گئے اور گناہوں اور بدکاریوں کو چھوڑ کر امن پسند۔ نیک اور صالح مسلم بن گئے۔ یہ تھا وہ عظیم الشان تغیر جو بانی اسلام صلعم کی بعثت پر رونما ہوا۔ اور یہ تھی وہ پاک تبدیلی جو حضور پُر نور کی تشریف آوری کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوئی۔ وہ ایک وحشی اور جاہل قوم میں آیا۔ مگر ساری کی ساری قوم کو خلعت انسانیت و لباس شرافت سے ملبوس کر دیا۔ اور اخلاق فاضلہ کے لباس فاخرہ سے مزین کر دیا۔ وہ جو شراب کے نشے میں مخمور رہتے تھے۔ حرمت شراب کے حکم سننے کے معاً بعد شراب خوری سے تائب ہو گئے۔ یہ وہ عظیم الشان تغیر ہے۔ جس کے تصور سے ایک نہایت لذیذ بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ دنیا کی تواریخ کی اوراق گردانی کر جاؤ۔ ایسی فوری اور غیر معمولی تبدیلیے اخلاق کی مثال کسی قوم میں نہ پاؤ گے۔ اس سے آپ کا علو مرتبت اور آپ کی قوت قدسیہ کا بہت بڑا ثبوت ملتا ہے۔ مشتِ خاک کو کیمیا بنا دینا۔ اور وحشیوں کے گروہ کو ایک روشن خیال سوسائٹی میں تبدیل کر دینا کارِ آساں نہیں۔ گناہوں سے بیزاری جو حضور کے اثر صحبت سے اس قوم میں پیدا ہو گئی۔ وہ اس واقعہ سے اظہر من الشمس ہے۔ کہ ایک صحابی جو پہلے بدکاری کی مرض میں مبتلا تھے قبولِ اسلام کے بعد کہا کرتے تھے۔ کہ اب مجھے غیر عورت سے مجامعت سے ایسی نفرت ہے۔ جیسے مردار بدبودار سے اب خیال کیجئے۔ کہ وہ لوگ جو زنا و بدکاری کو موجب فخر سمجھتے تھے۔ اور اپنے عشق و محبت کے افسانوں پر نازاں تھے۔ ان کی حالت نے ایسا پلٹا کھایا۔ کہ وہ شراب خوری و زناکاری سے جن کے وہ عادی تھے۔ اور جن کو وہ اپنی زندگی کا جزو لاینفک سمجھتے تھے۔ یک لخت بے زار ہو گئے۔ شراب خوری کی ممانعت کا حکم سنتے ہی عادی شرابیوں کا اپنے خم کے خم بدرروں میں پھینک دینا ایسا واقعہ ہے۔ جو حضور پُر نور کی زبردست قوت قدسیہ پر دلالت کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے۔ کہ آپ نے کس قدر مہتم بالشان اصلاحی اور تعمیری کام سرانجام دیا۔ نیز یہ امر بھی آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر و مبرہن ہو جاتا ہے۔ کہ آپ جمیع انبیاء رسل ماسبق کے اخلاق و صفات کے جامع تھے۔ حضرت موسیٰ کا ید بیضا بھی یہاں موجود ہے۔ حسن یوسف کے لمعات بھی چمکا چوند کر رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح ناصری کے حیات بخش انفاسِ قدسیہ بھی اپنی کمال شان کے ساتھ نمایاں ہیں۔ سچ تو یہ ہے ؎

حسنِ یوسف۔ دم عیسےٰ۔ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

خدا تعالےٰ کے فرستادے کسی خاص قوم و ملت کے پیشوا و بزرگ نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ اللہ کریم کی ساری مخلوق کے آقا و محترم و مکرم ہوتے ہیں۔ پس اگر خالی الذہن ہو کر آپ کی سیرت کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جاوے۔ تو ایک حق پسند پر حضرت بانی اسلام کی شانِ بے پایاں ظاہر و باہر ہو جاتی ہے۔ اور آپ کے احساناتِ عظیمہ کو دیکھ کر انسان بے اختیار آپ کا والا و شیدا بن جاتا ہے۔

ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کی محبت و عشق و عزت و احترام کو دنیا میں قائم فرماوے۔ اور حق پسندوں کو اظہارِ حق کی توفیق عطا کرے۔ فقط

(عاجز ملک عزیز احمد عفا اللہ عنہ از رزنک)

سیرۃ النبی

شاہ عرب فخر رسل ختم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات پڑھنا اور آپ کا فرض ہے۔ اس کے لئے آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی تصنیف فرمودہ "سیرۃ النبی" کا مطالعہ کریں۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ محمد صلعم فداہ روحی کی کیا شان ہے۔ اور اس کے اظہار کے لئے محمود کی زبان ہی بہترین ترجمان ہے

اعلان کا مضمون لکھا ہوا قیمت صرف دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک (منیجر اخبار فاروق)

طلباء کی تحریک سول نافرمانی میں شرکت کے مضر اثرات

(از جناب چوہدری غلام مصطفےٰ صاحب بیرسٹر گوجرانوالہ)

(گذشتہ سے پیوستہ)

والدین

اب میرا روئے سخن ان والدین سے ہے۔ جن کے نورِ چشم اور لختِ جگر تباہی کے گڑھے کی طرف دھکیلے جا رہے ہیں۔

میرے بزرگو! آپ کو اپنے بچے سے جو محبت ہے۔ وہ دنیا کی اور کسی چیز سے نہیں ؎

دولت کوئی دنیا میں پسر سے نہیں بہتر
راحت کوئی آرام جگر سے نہیں بہتر

اپنے بچہ کی خوشی کو اپنی خوشی پر مقدم سمجھا۔ اور اس کے آرام کے لئے اپنا آرام حرام کر دیا۔ آپ کی زندگی کا ماحصل یہ ہے۔ کہ آپ کا بچہ جوان ہو پڑھے لکھے۔ اور دنیا میں عزت حاصل کرے۔ آرام و آسائش کی زندگی بسر کرے۔ آپ کا نام دنیا میں روشن ہو۔ آپ کے بیٹے کی اچھی تربیت کی وجہ سے خود آپ کا بیٹا اور دنیا آپ کو اچھا کہے۔

وہ دن ابھی تک آپ کو بھولا نہیں ہوگا۔ جب آپ نے دلی مرادوں۔ ہزاروں تمناؤں اور بڑے چاؤ سے اپنے لختِ جگر کو سکول میں داخل کیا تھا۔ اس امید کے ساتھ کہ پڑھے گا۔ اور اس کے انتہائی مدارج طے کریگا عزت اور رتبہ حاصل کریگا۔ اور آپ کے بڑھاپے کا سہارا ہوگا۔ کمائے گا۔ اور اپنی کمائی میں سے آپ کی خدمت کر کے آپ کا حق ادا کرے گا۔

آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ یا لوگوں سے سنا ہوگا۔ کہ کانگرسی لیڈر یہ مشورے کر رہے ہیں۔ کہ جس طرح سے بھی ہو۔ آپ کے لختِ جگر آپ کی امید کے ملجا و ماوا اور زندگی کے سہارے کو سکولوں اور کالجوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے نکالا جائے۔ اور وہ موجودہ تحریک میں حصہ لے کر سکول کی بجائے جیل خانہ جائیں۔ اگر آپ کو اپنے بچوں کی تباہی اور بربادی منظور نہیں ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ نہیں ہے۔ تو کانگرسی لیڈروں کے اس حکم کے جو صریحاً ہلاکت آفرین اور تباہ کن ہے۔ خلاف صدائے احتجاج بلند کریں ؛

اس تحریک میں بچوں کی شمولیت سے جو نقصان ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے۔ آپ کا روپیہ آپ کی محنت ضائع جائیگی۔ اور بچے کی عمر تباہ ہو جاویگی۔ آپ کے اس ذاتی نقصان کے علاوہ ملک کو اس سے بھی زیادہ نقصان پہنچیگا آزادی علم سے حاصل ہوا کرتی ہے۔ جب ملک جاہل رہیگا تو آزادی کس طرح ملیگی۔ ملک جس شاہراہ ترقی پر چل رہا ہے۔ اس سے رک جائے گا۔ اور جو نقصان عظیم اس سے پہنچے گا۔ اس کی سالوں میں بھی ترقی نہ ہو سکے گی ؛

آپ کو یاد ہوگا۔ اسی طرح کی مصیبت کانگرس اور خلافت والوں کی مہربانی سے ۱۹۲۱ء میں ملک اور طلباء پر نازل ہوئی تھی۔ اس کے نتائج آپ کے سامنے ہیں۔ کئی والدین کے پیارے بچے تباہ ہو گئے۔ اور جاہل رہے جو پڑھ کر یقیناً اعلیٰ رتبے پر پہونچتے یا بڑے تاجر بنتے اور اچھی طرح ملک کی خدمت کرنے کے قابل ہوتے۔ لیکن ان میں سے بعض تو پان کی دکان کر رہے ہیں۔ اور بعض نے ڈاکہ زنی اپنا پیشہ بنا رکھا ہے۔ اور بعض دیگر امن سوز طریقے اختیار کر کے ملک کو تباہ کر رہے ہیں۔

بچوں کی اس تحریک میں شرکت سے ایک خطرناک نتیجہ یہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ کہ ان کے دماغ میں بہت بڑی طرح "لیڈریت" کا سودا سما جاتا ہے۔ وہ اپنے تئیں نہ صرف عقلمند ہی سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ بلکہ دوسروں کو بے وقوف جلنے ہیں۔ ماں باپ کی اور دوسرے بزرگوں اور بڑوں کی عزت ان کے دل سے مفقود ہو جاتی ہے۔ نیک عادات اور نیک خصائل کے جوہر کو ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ ان کے لئے ہی مہلک نہیں ہوتا۔ بلکہ دوسروں کے لئے بھی برا ہوتا ہے۔ جب تک بچوں پر والدین کا پورا دباؤ اور اثر رہتا ہے۔ وہ برائیوں سے بچے رہتے ہیں۔ دباؤ کی کمی یا نہ ہونے سے وہ کیا کیا گل نہیں کھلا سکتے۔ وہ نہ تو والدین کے کام کے رہتے ہیں۔ اور نہ اچھے شہری بن سکتے ہیں۔ انگریزی میں ضرب المثل ہے۔ کہ "بچہ آدمی کا باپ ہے" یعنی جو آج بچہ ہے۔ کل وہ بڑا ہو کر باپ بنے گا۔ جب بچپن ہی اس کا درست نہ ہوگا۔ تو کل کس طرح وہ نیک باپ ہو سکتا ہے۔

مہاتما گاندھی نے کہا ہے۔ کہ "جیل خانے آزادی کے کالج ہیں"۔ میں کہتا ہوں۔ کہ "سکول آزادی کے گہوارے ہیں"۔ جب تک آپ کے بچے اس گہوارے میں پلکر بڑے نہ ہونگے۔ آپ کے بچے اس جدوجہد میں حصہ لیکر خود اس تحریک کو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچائینگے

میرے محترم بھائیو! آپ اپنے بچوں کے دشمن نہیں ہیں۔ آپ ان کے ہر طرح کی بہتری۔ بہبودی اور خوشحالی چاہتے ہیں۔ بچوں کی بھلائی اور بہتری اسی میں ہے۔ کہ آپ ان کو اس سول نافرمانی کی تحریک میں ہرگز کسی قسم کا حصہ نہ لینے دیں۔ ایسا کرنے سے نہ صرف آپ ملک کی خدمت کرینگے۔ بلکہ اپنے بچوں کی بھی عمریں سنواریں گے۔ اور اپنی اور اپنے خاندان کی بھی بھلائی کرینگے ؛ (باقی آئندہ)

احباب سے شکایت

(۲)

کس قدر افسوس ہے۔ کہ فاروق کی اشاعت کو بڑھانے اور جدید خریدار پیدا کر کے ثواب حاصل کرنیکی بجائے بعض خریداروں نے باوجود اس کے کہ تین دفعہ فاروق میں ان کو اطلاع دیدی تھی۔ کہ ششماہی چندہ کے دی پی ۲۸ ستمبر کو کئے جاوینگے۔ جو دوست اب وصول کرنا نہ چاہیں۔ وہ ایک کارڈ لکھکر دفتر میں بھیجدیں۔ تاکہ ان کے نام وی پی نہ کیا جائے۔ ورنہ وی پی جاری شدہ کو وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ کثرت سے وی پی واپس کر کے فاروق کے محصول ڈاک کا ناحق نقصان کیا۔ جسکی وجہ سے ایکطرف تو تعداد خریداری میں کمی ہو گئی۔ دوسری طرف خرچ وی پی کا نقصان دیا۔ جس کی تلافی جلد فرما کر ممنون کریں ؛ (مینجر فاروق)

آریہ مسافر اور لیکھرام والی پیشگوئی

(۲)

ایڈیٹر صاحب آریہ مسافر نے اپنے نمبر کے پرچہ میں ایک مضمون بعنوان "مرزا قادیانی کی پیشگوئیوں کی پڑتال" صـ۱۱ پر لکھا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جس میں اس نے لیکھرام کی پیشگوئی پر بحث کرتے ہوئے یہ لکھا ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام جی کی موت کا باعث مرزا صاحب کی پیشگوئی قرار دینا سراسر نادانی اور جہالت ہے۔ کیونکہ پیشگوئی کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں مرزا نے پنڈت جی کے لئے ایک دردناک عذاب کی خبر دی ہے۔ جو کہ زندگی کو مستلزم ہے نہ کہ موت کو۔ پس مرزا قادیان کا یہ کہنا کہ پنڈت لیکھرام جی میری پیشگوئی کی وجہ سے قتل ہوئے ہیں سراسر دھوکا دہی ہے۔ جس کو ہر ایک غفلمند اچھی طرح جانتا ہے ؛

دیانندی مہانشہ کا نیم اقرار کہ پیشگوئی پوری ہوئی

آریہ مسافر کے ایڈیٹر صاحب نے اپنے مضمون میں یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ چونکہ پیشگوئیوں کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ اس میں پنڈت جی کے لئے ایک درد ناک عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ نہ کہ موت کی گویا اگر یہ ثابت ہو جاوے۔ کہ پیشگوئی میں لیکھرام کی موت کی خبر دی گئی ہے۔ تو ان کو ماننے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ پیشگوئی کی تکذیب کی بنا ہی اسی پر رکھتے ہیں۔ لیکن اگر یہ بات پایہ ثبوت کو جا پہنچے۔ کہ حضرت اقدس نے اپنی پیشگوئی میں لیکھرام کی موت کی خبر دی ہے۔ تو انصاف میں تقاضا کرتا ہے کہ پھر اس پیشگوئی کے سچا ہونے میں شک نہ کیا جاوے۔ اسلئے سب سے پہلے ہمیں پیشگوئی کے الفاظ پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ آیا وہ صراحتاً بلا تاویل موت کے معنی ظاہر کرتے ہیں۔ یا کہ نہیں ؛

حضرت اقدس کا الہام جسمیں موت کی خبر دیگئی ہے اب سنیئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلے میں حضرت مرزا صاحب کے اس الہام کو لکھتا ہوں جس میں پنڈت لیکھرام کو گوسالہ سامری سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یعنی جیسا کہ گوسالہ سامری ٹکڑے ٹکڑے ہوا تھا۔ اسی طرح لیکھرام بھی ٹکڑے ٹکڑے کیا جاویگا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ حضرت مرزا صاحب کو الہام کے ذریعہ سے بتلاتے ہیں۔ کہ اس کا عذاب بالکل گوسالہ سامری کی طرح ہے۔ وہ الہام یہ ہے کہ عجل جسد لہ خوار۔ لہ نصب و عذاب۔ یعنی لیکھرام ایک بے جان بچھڑا ہے (گویا کہ مردہ ہے) اور جب اس کی موت واقع ہوگی۔ تو یہ بچھڑے کی طرح آواز نکالے گا۔ پس سب سے پہلے ہمیں خوار کے لفظ پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس کے معنے لغت میں کیا ہیں اور یہ کب استعمال ہوتا ہے۔ پس جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ خوار کا لفظ لغت میں دو موقع پر استعمال ہوتا ہے ؛

لفظ خوار کے معنی ازروئے لغت

ایک معنی تو اس کے گوسالہ کی آواز کے ہیں۔ جیسا کہ لسان العرب میں مذکور ہیں۔ اور بعض دفعہ اس لفظ کا اطلاق مقتول کی آواز پر بھی ہو جاتا ہے۔ یعنی مقتول جو مرتے وقت آواز نکالے۔ اس کو بھی خوار کہتے ہیں۔ جیسا کہ لسان العرب جلد ۵ مطبوعہ ۱۳۰۰ھ اڈیشن اوّل کے صفحہ ۳۴۵ میں ان معنوں کی تصدیق کی گئی ہے۔ اور پھر ان معنوں کے جواز کے لئے ایک حدیث بھی پیش کی گئی ہے۔ جو کہ ان معنوں کی تائید کرتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ فی حدیث مقتل ابی بن خلف فخر کما یخور الثور۔ یعنی حدیث ابی بن خلف قتل کیا گیا۔ تو یوں آواز نکالتا تھا۔ جیسا کہ بیل۔ پس لسان العرب (جو لغت کی ایک معتبر کتاب ہے) کے حوالہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ خوار کا لفظ انسان پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور یہ انسان پر اسی حالت میں بولا جاتا ہے۔ جب کہ وہ قتل ہونے کے وقت آواز نکالے۔ پس پیشگوئی میں لفظ خوار رکھکر اس کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ کہ لیکھرام قتل کیا جاویگا۔ اور اس وقت یہ چلائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور واقعات نے بھی انہی معنوں کی تائید کی ہے۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ جب لیکھرام کو قتل کیا گیا۔ تو وہ چلایا۔ جسکو سنکر اس کی بیوی اور ماں جو کہ دوسرے کمرے میں تھیں بھاگ کر اس کے پاس آئیں۔

لفظ عذاب کے معنی

پھر اس کے بعد ہم پیشگوئی کے لفظ عذاب پر غور کرنے سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ عذاب سے مراد موت بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اکثر مقامات پر عذاب کو موت کے لئے استعمال کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ اپنی کلام پاک میں فرماتا ہے۔ و اذ نجیناکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناءکم و یستحیون نساءکم الایۃ ترجمہ :۔ اور جب ہم نے تم کو آل فرعون سے نجات دی۔ جو تم کو بہت ہی برا عذاب دیتے تھے (وہ عذاب کیا تھا) ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو زندہ رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو۔ پھر قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ پر اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے یذبحون کی بجائے یقتلون فرمایا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں ایک اور جگہ پر فرماتا ہے۔ قاتلوھم یعذبھم اللہ بایدیکم (سورۃ توبہ) ترجمہ :۔ ان فتنہ پرداز منکرین کو قتل کرو۔ (کیونکہ) اللہ تمہارے ہاتھ سے ان کو عذاب دیگا (یعنی تم ہی ان کو قتل کروگے) غرض قرآن کریم میں اور کئی جگہ پر اللہ تعالےٰ نے عذاب کا لفظ بولکر اس کے معنے موت ہی مراد لئے ہیں۔ جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے ظاہر ہے۔ پس مہاشہ پریم جی کا یہ اعتراض کرنا۔ کہ لیکھرام کی پیشگوئی میں جو لفظ عذاب کا استعمال کیا گیا ہے اس سے مراد موت نہیں لے سکتے۔ عربی زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اگر وہ قرآن کریم یا دیگر عربی کتب کا مطالعہ کرتے۔ تو ان کو معلوم ہو جاتا۔ کہ اکثر جگہ پر عذاب کے معنی موت بھی لئے جاتے ہیں۔ اور اس پیشگوئی میں جو لفظ عذاب ہے اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے۔ کہ آپ نے لیکھرام کی موت کی پیشگوئی کی تھی ؛

حضرت اقدس نے اس سے مراد موت لی

پھر مہاشہ پریم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ معنی وہی صحیح اور درست ہوتے ہیں۔ جو کہ قائل خود اپنی کلام کے کرے۔ چنانچہ جب ہم حضرت اقدس کی کتاب شہادۃ القرآن جو کہ ۱۸۹۳ء میں آپ نے تصنیف کی تھی۔ اس کے صفحہ ۸۰ پر آپ اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ :۔

"پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے"

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عبارت سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آپ کی مراد اس سے لیکھرام کی موت ہی تھی۔

لیکھرام کا اقرار

اور پھر سب سے بڑا ثبوت اس بات کا کہ یہ پیشگوئی لیکھرام کی موت کے متعلق کی گئی تھی۔ خود مقتول لیکھرام کا اقرار ہے۔ کہ واقعی یہ پیشگوئی مرزا صاحب نے میری موت کے بارے میں کی تھی۔ جیسا کہ وہ لکھتا ہے۔ کہ :۔

"اس (قادیانی خدا) نے جبرائیل پیچ قادیانی کے کان میں ہماری موت کا الہام سنایا"

(کلیات آریہ مسافر ۲۳۲)

اسوقت کے لوگوں کا خیال کہ یہ موت کی پیشگوئی تھی

پھر سب سے زبردست اور قوی ثبوت اس بات کا یہ ہے۔ کہ جو لوگ اس وقت موجود تھے۔ جبکہ یہ پیشگوئی شائع کی گئی۔ تو انہوں نے اس پیشگوئی کے الفاظ سے موت ہی مراد لی تھی۔ نہ کہ معمولی بیماری۔ جیسا کہ اڈیٹر آریہ مسافر کا خیال ہے۔ حتیٰ کہ خود آریہ سماج کے ممبر بھی اس سے مراد موت ہی لیتے تھے۔ چنانچہ آریہ سماج کے پردھان رائے ٹھاکر دت دھون اپنی کتاب ویدک دھرم پر چار کے ۲۶۸ پر لکھتے ہیں۔ کہ :۔

"ان کے (لیکھرام) خلاف فتوے لگائے گئے۔ کہ اس قدر عرصہ میں وہ مرجائے گا"

اخبار انبس ہندو ممبر ٹھ کی شہادت

"ہمارا ماننا تو اس وقت ٹھکا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھا۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے آپ کی وفات کی پیشگوئی کی تھی۔ ورنہ ان حضرات کو کیا علم غیب تھا۔" ضمیمہ انیس ہند میرٹھ ۸ مارچ ۱۸۹۷ء)

"راجند گرانی کی شہادت

یہ پنڈت لیکھرام کی موت کا ذکر کرتے ہوئے اپنے رسالہ میں جو کہ اس نے اس کی موت پر پنجابی زبان میں لکھا تھا لکھتا ہے۔ کہ:۔

"غلام احمد ظاہر اکردتا اعلان
چھ ورہیاں تک ایس نے جانے چھڈیران
موت اذائیں جاوندا آیا ایہہ الہام
وچ دیہاڑے عید دے مرنا لیکھرام"

(ص ۳ شعر ۱۸ و ۱۹)

مندرجہ ذیل شہادتوں سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی ہے۔ کہ اس پیشگوئی میں حضرت مرزا صاحبؑ نے لیکھرام کی موت کی ہی خبر دی تھی۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحبؑ خود فرماتے ہیں۔ کہ یہ موت کی پیشگوئی ہے۔ اور لیکھرام بھی اس کو موت کی ہی پیشگوئی خیال کرتا ہے۔ اور پھر دوسرے تمام لوگ جو اس وقت موجود تھے۔ اس کو موت پر محمول کرتے تھے۔ لیکن آج جبکہ لیکھرام کو قتل ہوئے قریباً تیس سال سے زائد عرصہ گذر چکا ہے آڈیٹر آریہ مسافر کا یہ کہنا۔ کہ اس میں موت کی خبر نہ تھی ایک بے ہودہ اور فضول خیال ہے۔ جس کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے سوائے ایک رنڈی کی بجواس کے۔

(مہتہ محمد عمر شرما مولوی فاضل)

احمد نمبر

لیکھرام مقتول آریہ کی پیشگوئی کے متعلق فاروق کا ایک خاص نمبر کئی سال ہوئے شائع کیا گیا تھا۔ جس میں ایسی وضاحت اور تفصیل سے اس پیشگوئی کی صداقت ثابت کی گئی۔ جو اس سے پہلے نہ کسی کتاب میں نہ کسی اخبار میں ملیگی۔ نئی معلومات۔ جدید دلائل آریوں کی کتابوں سے پیشگوئی کی صداقت کا ثبوت صرف چار کاپیاں باقی ہیں۔ فی کاپی ۸ر مع محصول ڈاک۔

(منیجر فاروق)

کتاب ہندو راج کے منصوبے

پر

عیسائی اخبار نور افشاں کا ریویو

کسی ملک کے باشندوں میں جب تک کامل محبت و باہمی اعتماد عملی طور پر موجود نہ ہو۔ اُن کا غلام رہنا اُن کی اپنی محنتوں کا قدرتی ثمرہ ہے۔ اور جہاں ایک شخص دوسرے سے پیدائشی نفرت رکھتا ہو۔ وہاں کامل محبت نہیں ہو سکتی۔ اور سوائے کامل محبت کے سب کا متفق ہونا ناممکن ہے۔ اور اتفاق کی عدم موجودگی میں کسی قوم کو آزادی مل نہیں سکتی۔

یہ آزادی کا ابتدائی اور بنیادی اصول ہے۔ مگر افسوس تو یہ ہے۔ کہ ہندوستان کی اقوام میں نہ باہمی رواداری ہے۔ نہ محبت اور اس لئے نہ کوئی "ہندی قوم" ہے۔ اور نہ ہند کی کوئی متحدہ آواز۔ ایک ہندو تمام غیر ہنود سے محض اس لئے نفرت کرتا۔ اور اس کے ساتھ ملکر کھانے کو ابھکشیہ (حرام) جانتا ہے۔ کہ وہ پیدائش یا عقیدہ سے ہندو نہیں۔ اور ایک برہمن ایک اچھوت سے اس لئے دُور رہتا ہے۔ کہ خدا نے اُسے برہمن کے گھر میں پیدا نہیں کیا۔

اس کے پہلو بہ پہلو یہ بھی قابل غور امر ہے۔ کہ اہل ہنود اپنے عمل سے یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ وہ غیر ہنود سے از روئے اخلاق نفرت و چھوت رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ غلط ہے۔ کہ ہر ہندو نیا گ و معصوم اور پاک ہے۔ اور ہر غیر ہندو بد۔ گنہگار اور ناپاک ہے۔ نہ یہ بات صحیح ہے۔ کہ ہر ہندو صاف ستھرا ہے اور غیر ہندو گندا اور میلا کچیلا ہے۔ اب ہندو جو مسلمانوں مسیحیوں اور چھوت اقوام سے چھوت کرتے ہیں۔ تو اس کی کوئی عقلی وجہ نہیں ہوتی۔

اب ایسے ملک کو جس کی ہر اعلیٰ قوم اپنے سے ادنیٰ قوم سے معاشری اور جماعتی عدم مساوات کا سلوک کرے۔ اور یوں عمل سے ہر ادنیٰ قوم کو وہ معاشری اور جماعتی غلام بننے پر مجبور کرے۔ ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ اپنے سے اعلیٰ قوت سے آزادی کا مطالبہ کرے۔ سب سے اوّل دلوں کا ملاپ ضروری ہے اور اس کے بعد اتفاق اور اتفاق کے بعد مطالبہ آزادی۔ جہاں سود لینی اور بدینی اقوام میں مساوات و رواداری کا ہونا امن عالم کے لئے ضروری ہے۔ وہاں اعلیٰ و ادنیٰ۔ تعلیم یافتہ و جاہل۔ امیر و غریب۔ برہمن و اچھوت وغیرہ ہر ایک کا یہ پیدائشی حق ہے۔ کہ اُسے مساوات اور آزادی حاصل ہو۔

مضمون ہذا نہایت تفصیل طلب ہے۔ اور اس کی تفاصیل پر بحث کریں۔ تو متعدد اقساط میں یہ مضمون ختم ہوگا۔ لہذا ہم ایک ایسی کتاب سے ناظرین کرام کو روشناس کرانا چاہتے ہیں۔ جس سے یہ معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہند میں قومیت کی کس طرح مٹی پلید ہو رہی ہے۔ اور کس طرح ہر اعلیٰ قوم اپنے سے تمام ادنیٰ قوموں کو نگلجانے کے لئے تیار بیٹھی ہے۔ اور کانگرس۔ قومیت۔ آزادی۔ وغیرہ کا جو شور و غلغلہ بلند ہو رہا ہے۔ اس کی اندرونی حقیقت کیا ہے۔ اس ضروری اور پُر از معلومات کتاب کا نام "ہندو راج کے منصوبے" ہے۔ جو ایک ماہ کے اندر چار یا ساڑھے چار ہزار کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ اور اب اس کا پانچواں[1] ایڈیشن شائع ہونے کو ہے۔ اس میں کانگرس کے خفیہ مشوروں۔ مخفی سازشوں اور در پردہ کارفرمائیوں کی نہایت مفصل واضح اور دلچسپ کیفیت ایسی خوبی سے قلمبند کی گئی ہے۔ کہ ممکن نہیں۔ کہ آپ ایک بار اسے پڑھ لیں اور پھر اپنے تئیں معلومات و حقائق کی نئی دنیا میں نہ پائیں۔ کمال یہ ہے۔ کہ ایک ایک دعویٰ اس کی ایک قومیت پرستی و دعویداران حریت نوازی کی مطبوعہ تحریروں سے لیا گیا ہے۔ مصنف نے (معلوم ہوتا ہے۔ کہ) اس کی تدوین میں کئی سال صرف کئے۔ اور وہ چیز پیدا کی جو مسلمانوں۔ مسیحیوں۔ ہندوؤں اور انگریزوں سب کے مطالعہ کے لائق ہے۔ تاکہ ہر قوم کو اپنی اپنی صحیح قدر و منزلت معلوم ہو جائے۔ ۲۱۰ صفحے ہیں۔ قیمت ۶ر

دفتر فاروق قادیان سے طلب کریں۔

[1] اب چھٹا ایڈیشن شائع ہو گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند مفید لاجواب اور نایاب کتابیں

انیسویں صدی کا مہرشی جو بالکل نایاب اور لاجواب کتاب ہے۔ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند صاحب کی نادر یک زندگی بجلی کی روشنی میں دکھانے والی کتاب ہے۔ اس کی اصلی قیمت صرف ۱۰ر تھی۔ بعد میں دو روپیہ کو ایک ایک نسخہ فروخت ہوا۔ وہ بھی ختم ہو گیا۔ اب ۸ جلدیں اس شہرۂ عالم کتاب کی ایک کتب فروش سے ہمیں واپس ملی تھیں۔ اور اس نے ایک روپیہ فی نسخہ فروخت کر دینے کی اجازت دی ہے۔ لہذا جن احباب کو اس کی بہت تلاش تھی۔ اور وہ بار بار مانگتے تھے۔ ان کو بہت جلد بذریعہ وی پی منگا لینی چاہیئے۔ وی پی ایک نسخہ کا معہ محصول ڈاک ایک روپیہ چھ آنہ میں پہنچے گا۔ اور اگر چار جلدیں ملکر ایک جگہ منگائی جاویں۔ تو صرف للعہ معہ محصول ڈاک میں ارسال ہونگی۔ فوراً منگالیں۔ صرف چار جلدیں باقی ہیں۔

خطبات نور حضرت امیر المومنین حاجی الحرمین سیدنا مولانا نورالدین اعظم ہر دو حصہ خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے نادر خطبات کا مجموعہ جو ہر ایک احمدی گھرانے میں ہونا چاہیئے۔ قیمت عصہ علاوہ محصول ڈاک

عقائد احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف سے احمدیوں کے تمام عقائد اعتذر کے ایک جگہ اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔ قیمت صرف ۶ر علاوہ محصول ڈاک ؛

حضرت مسیح موعود کے کارنامے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی وہ تقریر جو حضور نے سالانہ جلسہ ۲۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمات اسلامی پر مفصل فرمائی۔ قیمت صرف ۴ر علاوہ محصول ڈاک ؛

ذکر الٰہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی دو پُر معارف تقریروں کا مجموعہ جس میں قبولیت دعا کے مکمل طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ جلبی تقطیع پر قیمت صرف ۵ر علاوہ محصول ڈاک ؛

درثمین اردو مکمل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اردو نظمیں۔ تقطیع کلاں ۴ر خورد ۳ر ؛

سیرت مسیح موعود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانحعمری جس کو حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے مرتب کیا۔ قیمت صرف ۴ر علاوہ محصول ڈاک ؛

اسلامی اصول کی فلاسفی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پر حقائق و معارف تقریر جو لاہور کے جلسہ اعظم مذاہب میں بیان کی گئی۔ اور تمام مذاہب والوں کی تقریروں پر غالب آئی۔ آٹھویں دفعہ طبع ہوئی ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۵ر

حیات نورالدین حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ مولانا حکیم نورالدین اعظم کی خود لکھائی ہوئی اپنی سوانح عمری قابل دید ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۰ر ؛

خزینۃ العلوم حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ الصمد خلیفۃ المسیح ثانی کی تین تقریروں کا مجموعہ۔ جس میں علوم حقہ کے دریا بہائے گئے ہیں۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف چھ آنہ ؛

تعلیم خاتون۔ اخلاق خاتون۔ فرائض مستورات ۴ر ۴ر ۱۰ر یہ تینوں کتابیں لڑکیوں اور مستورات کے واسطے نہایت مفید ہیں۔ ہر سہ کی قیمت علاوہ محصول ڈاک ۹ر ؛

پیشگوئی محمدی بیگم مخالفین سلسلہ کے تمام اعتراضات کے جوابات اور پیشگوئی محمدی بیگم کے صحیح واقعات قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ۳ر ؛

بلعم ثانی ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد پٹیالوی کی اس پیشگوئی کی حقیقت اور اس پر مفصل بحث جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے متعلق شائع کی تھی۔ لاجواب رسالہ از قلم ایڈیٹر صاحب فاروق چند نسخے باقی ہیں۔ فی نسخہ علاوہ محصول ڈاک ۸ر ؛

نغمہ اکمل قاضی ظہور الدین صاحب اکمل ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز۔ و مصباح کی دلکش اور دلچسپ نظموں کا مجموعہ جو قابل دید ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ۱۲ر ؛

احمدیہ پاکٹ بک جلبی تقطیع پر سلسلہ احمدیہ کی صداقت اور تمام دیگر مذاہب غیر اسلام کی بطالت پر قریباً ۱۳۰۰ دلائل لکھکر ہر ایک احمدی کے واسطے تبلیغ کرنے کا زبردست حربہ تیار کر دیا ہے۔ جلبی تقطیع پر مجلد۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک صرف ایک روپیہ ؛

نماز مترجم بچوں کو نماز با ترجمہ پڑھانے اور یاد کرانے کے لئے نہایت عمدہ جلبی تقطیع پر یہ نماز معہ تمام ضروریات اور دعاؤں کے با ترجمہ شائع کی۔ قیمت فی کاپی ۱ر ۲

ملنے کا پتہ

مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(بقیہ خبریں صفحہ ۲)

گورداسپور ۹۹ - سرگودھا ۹۷ - کانگڑہ ۴۰۵ - جھنگ ۳۹ گجرات ۲۱ - کیمبل پور ۲۰ - میانوالی ۲۰ - کرنال ۱۵ - مظفر گڑھ ۱۴ - ریاست جیند ۱۴ - ڈیرہ غازیخاں ۱۲ - ریاست کپورتھلہ ۱ -

---

الہ آباد۔ ۱۴ر اکتوبر۔ ولایت سے مسٹر الیگزینڈر جو کانگرس اور گورنمنٹ کے درمیان صلح کے لئے ہندوستان آئے تھے۔ جلدی انگلینڈ روانہ ہو جائیں گے۔ آپ نے ایک نمائندہ اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے تسلیم کیا۔ کہ صلح کے مشن میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی ؛

لاہور۔ ۱۵ر اکتوبر۔ ماسٹر برہم دیو ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر بندے ماترم کو ایک نوٹس موصول ہوا ہے۔ کہ اخبار مذکور کو تین ہزار کی ضمانت جو انڈین پریس ایکٹ کے ماتحت تھی ضبط کر لی گئی ہے۔ اب تک سارے ہندوستان میں مندرجہ ذیل اخبارات کی ضمانتیں ضبط کر لی گئی ہیں۔ جو سب کے سب ہندو ہیں۔ ہندو ٹائمز دہلی ۵ ہزار۔ لبرٹی کلکتہ ۴ ہزار۔ ویر بھارت لاہور ۲ ہزار پنجاب لاہور ۵ ہزار۔ بندے ماترم ۳ ہزار ؛

انبالہ۔ ۱۴ر اکتوبر۔ مقامی جیل میں سٹرپٹیل کی صحت خراب ہے۔ اور اُن کے وزن میں سات پونڈ کی کمی واقعہ ہو گئی ہے ؛

(ضلع گورداسپور میں قادیان سے شائع کیا)